35

سالانہ جلسہ کی قدروقیمت کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا

(فرمودہ ۱۱- دسمبر ۱۹۳۱ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج دسمبر کی گیارہ تاریخ آگئی ہے اور اس لحاظ سے صرف دو ہفتے ہمارے اس سالانہ اجتماع میں باقی رہ گئے ہیں جسے اللہ تعالیٰ کی منشاء اور اس کے خاص ارشاد کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے لئے تجویز فرمایا تھا۔

دنیا میں ہر ایک چیز کی قیمت محض ظاہری اسباب کے ذریعہ نہیں لگائی جاتی کیونکہ ایسی کئی چیزیں ہیں جن کی قیمت لگانا انسانی طاقت سے باہر ہوتا ہے اور اگر ہم ان کی صحیح قیمت کا اندازہ لگانا چاہیں تو درحقیقت ہمارے لئے بہت بڑی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور یہ ممکن ہی نہیں ہوتا کہ ہم ان کی صحیح قیمت لگا سکیں۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ[1] دو فقرے ایسے ہیں کہ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ زبان پر تو نہایت ہلکے پھلکے نظر آتے ہیں۔ مگر ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ قیامت کے روز جس دن انسانی اعمال کا اندازہ لگایا جائے گا ان کی قیمت بہت زیادہ پڑے گی۔ اس طرح ایک دفعہ رسول کریم ﷺ بعض ان بشارات کا ذکر فرما رہے تھے جو آپ ﷺ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئیں اور جو آپ ﷺ کی اخروی زندگی کے ساتھ متعلق تھیں ان سے متأثر ہو کر ایک صحابی کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ! دعا کیجئے میں بھی آپ کے ساتھ رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہوگا تم ہمارے ساتھ رہو گے۔[2] اب وہ عظیم الشان انعامات جن کا اندازہ لگانے سے انسانی ذہن قاصر ہے اور بلند ترین مدارج جو رسول کریم ﷺ کیلئے اللہ تعالیٰ کے

حضور مقدر کئے گئے تھے ان میں ایک صحابی بھی جس کے اعمال ویسے نہیں تھے شامل ہو گیا حالانکہ اس صحابی کے اعمال کیا تھے محض اس کی یہ خواہش تھی کہ میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ رہوں اور آپؐ سے ایک لحہ بھر کے لئے بھی جدا نہ ہو سکوں۔ بظاہر یہ خواہش معمولی دکھائی دیتی ہے مگر اس کی قیمت اللہ تعالیٰ کے حضور وہ تھی جس کا اندازہ انسانی ذہن نہیں لگا سکتا۔ اس پر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! میرے لئے بھی دعا کیجئے میں بھی آپؐ کے ساتھ رہوں۔ آپؐ نے فرمایا یہ تو ہو نہیں سکتا کہ اب نقل کے طور پر جو شخص کھڑا ہو جائے میں اس کے لئے دعا کروں دعا تو ایک شخص لے گیا۔ تو بظاہر وہ اخلاص معمولی سا دکھائی دیتا ہے مگر اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے جو انعام دیا وہ نہایت ہی عظیم الشان ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہ صحابی اس تکلیف اور گھبراہٹ کی برداشت نہ کر سکا جو اسے اس خیال سے ہوئی کہ رسول کریم ﷺ اگر اتنے بلند مقامات حاصل کر گئے تو ہمیں آپؐ کی صحبت کہاں میسر آئے گی وہ بے چینی اور سخت گھبراہٹ کی حالت میں کھڑا ہوا اس وقت اسے انعامات کی خواہش نہیں تھی اسے بلند مدارج کی فکر نہ تھی اسے کسی خاص مقام کے حصول کی تڑپ نہ تھی اسے محض یہ خیال بے چین کر رہا تھا کہ رسول کریم ﷺ کو اگر خدا نے اتنے بلند ترین مدارج عطا فرما دیئے تو ہم آپؐ کے پاس کہاں پہنچ سکیں گے آپؐ کی صحبت ہمیں کب میسر آئے گی اور کب آپؐ کے فیض سے ہم مستفیض ہو سکیں گے۔ وہ اس جدائی کے صدمہ سے کھڑا ہوا اور اس نے بے تابانہ عرض کیا یا رسول اللہ! دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے بھی آپؐ کے ساتھ رکھے۔ اور چونکہ اس دعا کرانے کا محرک محض اخلاص اور رسول کریم ﷺ کا عشق تھا۔ کسی انعام کا لالچ اس کے پیچھے نہ تھا اس لئے خدا کے حضور یہ خواہش مقبول ہوئی اور اس نے کہا کہ اچھا جب تو اس قدر بے قرار ہے تو جہاں محمد ﷺ کو رکھا جائے گا اسی مقام پر تجھے بھی رکھا جائے گا۔ بات معمولی تھی اور اس کا اندازہ بھی معمولی ہی لگایا جا سکتا ہے مگر چونکہ اس آرزو کے پیچھے ایک درد تھا' ایک سوز تھا' ایک کرب تھا' ایک رنج تھا اس لئے اس کا اندازہ نہ زبان کے الفاظ سے ہو سکتا تھا نہ لب و لہجہ اس کی قیمت بتا سکتا تھا اور نہ کسی اور طرح ہمیں اس کی قیمت معلوم ہو سکتی تھی مگر انجام نے بتا دیا کہ وہ خواہش کتنی عظیم الشان تھی۔

پس ہر چیز کی قیمت کا ہم صحیح قیاس نہیں کر سکتے۔ بہت دفعہ معمولی دکھائی دینے والی چیزیں اس قدر اہمیت رکھتی ہیں کہ ہمارا انہیں نظر انداز کر دینا سخت غلطی ہوتا ہے ہمارا جلسہ سالانہ بھی ایسے

ہی اہمیت رکھنے والے امور میں سے ہے۔ بظاہر یہ ایک اجتماع ہے اور بالکل ویسا اجتماع ہے جیسے ہر جماعت اپنے اپنے جلسے منعقد کیا کرتی ہے۔ آریہ اور سناتنیو ں کے بھی معمولی جلسے ہوتے ہیں اور سالانہ اجلاس بھی ہوتے ہیں، کانگرس کے بھی جلسے ہوتے ہیں، مسلم لیگ کے بھی جلسے ہوتے ہیں، ایجوکیشنل کانفرنس کے بھی جلسے ہوتے ہیں، پھر انجمن حمایت اسلام بھی اپنے جلسے منعقد کیا کرتی ہے، مسلمانوں کے علاوہ سکھوں، عیسائیوں اور آریوں کی انجمنیں بھی جلسے کرتی ہیں۔ ان کے علاوہ جس قدر سیاسی انجمنیں ہیں یا اقتصادی اور تمدنی معاملات کے سُلجھانے کے لئے انجمنیں ہیں یا پیشہ وروں کی جمعیتیں ہیں سب کے سالانہ اجتماع ہوا کرتے ہیں اور لوگ ایسے موقعوں پر اکٹھا ہوا ہی کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا خاص ارشاد اس ہمارے جلسہ سالانہ کے قیام کے لئے نہ ہوتا اور اسکی طرف سے اشارہ نہ ہوتا تب بھی ممکن تھا جب ہماری ایک جماعت تھی تو اس کے لئے سالانہ جلسہ بھی مقرر کردیا جاتا جس میں مقررہ دنوں میں تمام لوگ اکٹھے ہوتے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اسکی بنیاد قائم کرنا بتاتا ہے کہ اس جلسہ کی دوسرے اجتماعات کی طرح صرف ظاہری قیمت ہی نہیں بلکہ اس میں کوئی مخفی بات ہے اور اس کا اندازہ لگانا ایسا ہی مشکل ہے جیسے اس صحابی کے قول کا جس نے کہا تھا یا رسول اللہ! دعا کیجئے میں جنت میں آپ کے ساتھ رہوں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ انعام کا خواہش مند ہے اور بلندی درجات کا ذکر سن کر لالچ کرتا ہے اور کہتا ہے مجھے بھی وہ مقام حاصل ہو جائے۔ مگر لالچ پر تو انعام نہیں ملا کرتا۔ انعام قربانی پر ملتا ہے لیکن اس صحابی کو انعامات کا مل جانا بتاتا ہے کہ گو اس کی بظاہر لالچ معلوم ہوتی تھی مگر اس کے دل کو کچھ ایسا گہرا زخم لگا تھا جسے الفاظ بیان کرنے سے قاصر ہیں اور اسے رسول کریم ﷺ کے الفاظ سے کچھ ایسا کرب محسوس ہوا تھا کہ اس نے کہا میں رسول کریم ﷺ کے برابر کہاں پہنچ سکتا ہوں جب نہیں پہنچ سکتا تو گویا رسول کریم ﷺ سے میری جدائی ہو جائے گی۔ اس دکھ اور تکلیف کی وہ برداشت نہ کرسکا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! دعا کیجئے میں آپکے ساتھ رہوں تب اسکی قلبی کیفیات کو دیکھ کر اور اس دُکھ اور درد کو دیکھ کر جو اسے محسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے یہی مناسب سمجھا کہ اسے بھی اس مقام پر رکھا جائے جس مقام پر محمد ﷺ کو رکھا جائے۔

پس ہم نتائج سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ اس صحابی کو کیسا دکھ پہنچا تھا ورنہ الفاظ سے نہیں کرسکتے۔ اسی طرح بظاہر ہمارا جلسہ بھی ویسا ہی دکھائی دیتا ہے جیسے اور دنیا میں سینکڑوں جلسے ہوتے

رہتے ہیں اور بظاہر یہی دکھائی دیتا ہے کہ جس طرح اور جلسوں میں لوگ تقریریں کرتے ہیں اسی طرح یہاں بھی تقریریں ہوتی ہیں مگر ان جلسوں کی شمولیت میں ہم وہ برکات نہیں سمجھتے جو اس جلسہ میں شامل ہونے سے حاصل ہوتی ہیں۔ دراصل اس جلسہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک قسم کے حج کے مشابہ قرار دیا ہے۔ اصل حج تو وہی ہے جو رسول کریم ﷺ کے وقت تھا اور قیامت تک جاری رہے گا مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ اس اجتماع کو اللہ تعالیٰ نے حج کے مشابہ ضرور قرار دیا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارضِ حرم ہے

اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ قادیان وہ زمین ہے جس میں خدا کے ارشاد کے ماتحت لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور یہ ان کا اکٹھا ہونا ویسا ہی ہے جیسے ارضِ حرم میں لوگ ہر سال اکٹھے ہوتے ہیں پس یہ اجتماع ارض حرم کے اجتماع کے مشابہ ہے۔ یہ حج نہیں ہوتا مگر حج کے مثل ضرور ہوتا ہے اور ان دنوں قادیان مکہ نہیں بن جاتا مگر مکہ والی برکات یہاں بھی نازل ہونے لگتی ہیں۔ پس یہ جلسہ کے ایام معمولی برکات کے دن نہیں بلکہ بہت بڑا ثواب اور اللہ تعالیٰ کے حضور بلند درجات حاصل کرنے کے دن ہیں۔ اور اب جبکہ جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے تمام جماعتوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ قادیان پہنچیں اور ہر احمدی کو خواہ وہ کسی گوشۂ دنیا میں کیوں نہ پڑا ہو مگر اسکے لئے ان دنوں قادیان پہنچنا ممکن ہو یہ عزم کرلینا چاہئے کہ وہ جلسہ میں ضرور شامل ہوگا۔ میں اپنی جماعت کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ثواب حاصل کرنے کے دن ہیں' یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکات جذب کرنے کے دن ہیں' یہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کے حضور درجات حاصل کرنے کے دن ہیں اب ان کا کام ہے کہ وہ چاہیں تو اس جلسہ میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی رحمتوں سے حصہ وافر لیں اور چاہیں تو اس میں شامل نہ ہو کر ایک ثواب کے موقع سے محروم رہ جائیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ گذشتہ ایام میں چندہ خاص کی وجہ سے جماعت کو مالی تنگی ہے اور اس موقع پر اور روپیہ خرچ کرکے آنا ایک بوجھ سا معلوم ہوتا ہے۔ خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ ساری دنیا میں مالی تنگی کا دور دورہ ہے لیکن میں سمجھتا ہوں یہ روکیں مومن کے راستہ میں حائل نہیں ہونی چاہئیں۔ ہم تو ایک خدا کے مامور کی تیار کردہ جماعت ہیں ہمارے راستہ میں تو جو بھی مشکلات آئیں ہمارا فرض ہے کہ ہم انہیں عبور کرجائیں اور کبھی بھی مشکلات سے ڈر کر

اپنے فرائض کو نظرانداز نہ کریں۔

میں نے کئی دفعہ باہر شہروں میں دیکھا ہے کہ بہت سے ننگے سر' ننگے پیر اور نیلے کپڑے پہنے ہوئے سندھی لوگ دور دور سے پیدل چل کر آتے ہیں تا کسی بزرگ کی قبر کی زیارت کر سکیں حالانکہ اب کیا ہے ان کی قبروں میں وہ صرف نشان ہیں اس شان و شوکت کا جو کسی زمانہ میں ایک بزرگ کی وجہ سے ظاہر ہوئی مگر اب معدوم ہے۔ مگر یہ جلسہ سالانہ نشان ہے اس شان و شوکت کا جو زندہ ہے اور ہمیشہ دائم و قائم رہے گی۔ پھر وہ ظہور وقتی اور مقامی حیثیت رکھتا ہے اور عالمگیر صورت اسکی نہیں تھی۔ مگر یہ وہ ظہور ہے جس کا قیامت تک سلسلہ جاری رہے گا اور جو تمام زمانوں پر حاوی ہے۔ پھر وہ رسول کریم ﷺ کی کسی ایک صفت کو ظاہر کرنے والا ظہور تھا مگر یہ آپ کے سارے جلال کو ظاہر کرنے والا ظہور ہے پس ان دونوں کا کیا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ مگر لوگ ہیں کہ پانچ پانچ سو میل سے پیدل چل کر ان قبروں کی زیارت کے لئے آتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ محبت روکوں کو دور کر دیا کرتی ہے۔ اگر دل میں اخلاص ہو' دل میں درد ہو' دل میں محبت ہو تو خواہ کتنی بڑی مشکلات سامنے آجائیں وہ ایک حقیر اور ذلیل چیز نظر آتی ہیں اور انسان انتہائی حقارت سے انہیں ٹھکرا دیتا ہے مگر اس کے لئے ضرورت ہے کہ عشق کی چنگاری دل میں روشن ہو' ضرورت ہے کہ خشک فلسفہ دماغ پر غالب نہ ہو اور ضرورت ہے کہ محبت دل میں گدگدیاں لے رہی ہو۔ اگر انسان کی یہی حالت ہو تو پھر مشکلات کے پہاڑ بھی اگر اس کے سامنے آجائیں تو وہ ٹل جاتے ہیں' دریا آجائیں تو خشک ہو جاتے ہیں اور انسان ان پہاڑوں کو عبور کرتا ہوا اور دریاؤں کو چیرتا ہوا اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اس کا محبوب و مطلوب ہو۔ مگر یہ اسی وقت ہوتا ہے جب محبت کو نظرانداز نہ کیا جائے' جب اخلاص کو آنکھوں سے اوجھل نہ کیا جائے' جب عشق کی چنگاری دل میں روشن رکھی جائے اور اگر ایسا ہو تو تمام روکیں نہایت ہی بے وقعت اور ذلیل نظر آتی ہیں اور انسان نہایت آسانی کے ساتھ اپنا کام سرانجام دے سکتا ہے۔ پس باوجود ان روکوں کے جو اس سال ہماری جماعت کے احباب کے راستے میں حائل ہیں میں سمجھتا ہوں کہ احمدیہ جماعت نہ صرف اسی اخلاص اور محبت سے جلسہ سالانہ پر آسکتی ہے جس طرح پہلے جلسوں میں شامل ہوتی رہی بلکہ پہلے سے زیادہ تعداد میں آسکتی ہے اور میں یہ بھی امید کرتا ہوں کہ جس طرح ہماری جماعت کے احباب ہر سال جماعت کے علاوہ دوسرے لوگوں کو اپنے ہمراہ لایا کرتے ہیں اسی طرح اس سال بھی آئیں گے بلکہ کوشش کریں گے کہ پہلے سالوں

سے زیادہ لوگوں کو اپنے ہمراہ لائیں کیونکہ ہر سال مومن کے لئے پہلے سالوں سے زیادہ کامیابیاں اپنے ساتھ لایا کرتا ہے۔

اس کے بعد میں قادیان کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان پر سب سے زیادہ ذمہ داریاں ہیں کیونکہ قُرب کے مقام پر آنا کوئی معمولی بات نہیں ہوتی۔ شبلی ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں ان کی زندگی کا ایک مشہور واقعہ ہے وہ اپنے زمانہ میں بہت بڑے کامیاب گورنر اور بادشاہِ وقت کے خاص مقرّبین میں سے تھے ایک دفعہ ایسی حالت میں جب کہ وہ بادشاہ کے دربار میں بیٹھے تھے ۔ایک جرنیل بادشاہ کے سامنے پیش ہوا جس نے بہت بڑی خدمات ملکی سرانجام دی تھیں۔ بادشاہ نے خوش ہو کر اسے ایک بیش قیمت خلعت بطور انعام دیا اس کی بدقسمتی تھی کہ اسے اس روز کچھ نزلہ کی شکایت تھی اور وہ رومال لانا گھر سے بھول گیا تھا۔ اتفاقاً اسے دربار میں چھینک آئی اور کچھ فضلہ اس کے ناک سے گرا اس نے گھبراہٹ میں ایک طرف مونہہ کرکے اسی خلعت کے ایک کونہ سے ناک پونچھ لیا۔ بادشاہ کی نظر اتفاقاً اس پر جا پڑی اور اس نے جب دیکھا کہ جرنیل نے اس کی خلعت کو ایسے بے جا طور پر استعمال کیا ہے تو وہ غصہ سے بھر گیا اس نے حکم دیا کہ اس جرنیل سے خلعت اتار لو اسے عہدہ سے معزول کردو اور اسے اسی وقت دربار سے نکال دو تا آئندہ یہ میرے سامنے کبھی پیش نہ ہو۔ اس کی تمام قربانیاں اور جاں نثاریاں اور اس کی تمام فدائیت بادشاہ کی نظر سے گر گئی بُھلادی گئی' مٹادی گئی' نظرانداز کردی گئی اور اس کا صرف ناک پونچھنا نہایت ہیبت ناک اور بھیانک صورت میں بادشاہ کے سامنے آگیا۔ وہ جرنیل اس وقت ذلیل کیا گیا' اس کا خلعت اتار لیا گیا۔ جس وقت اسے دربار سے نکالا جا رہا تھا تو شبلی جو اس بادشاہ کی طرف سے ایک علاقہ کے گورنر تھے اور اپنے علاقہ کے خطرناک طور پر ظالم گورنر مشہور تھے ان کی چیخیں نکل گئیں اور وہ بے اختیار رونے لگ گئے پھر وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا بادشاہ سلامت! میرا استعفیٰ منظور ہو میں گورنری سے دستبردار ہوتا ہوں۔ بادشاہ حیران رہ گیا اور اس نے کہا شبلی تجھے کیا ہو گیا! شبلی نے کہا بادشاہ سلامت آپ نے جو اس جرنیل کو خلعت دیا تھا وہ اس کی قربانیوں کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا تھا اس نے مدتوں اپنی جان کو خطرے میں ڈالا' اپنی بیوی کو بیوگی کے سرے پر اور اپنی بیٹی کو یتیمی کے کنارے پر رکھا' اس نے دن اور رات کام کیا' اپنے آرام اور آسائش کو قربان کیا مگر آج جب وہ آپ کے دربار میں پیش ہوا اور آپ نے اس کی قربانیوں کو دیکھتے ہوئے اسے خلعت دیا تو محض معمولی سی فروگذاشت پر آپ نے اسے عہدہ سے

معزول کر دیا، خلعت اتار لیا اور دربار سے نکلوا دیا۔ میں سوچتا ہوں مجھے بھی اپنے خدا کی طرف سے ایک گورنری کا خلعت ملا ہوا ہے معلوم نہیں میں نے کتنوں پر ظلم کیا ہو گا کتنوں کو نقصان پہنچایا ہو گا اور کس قدر اس خلعت کی بے حرمتی کی ہو گی۔ میں نہیں سمجھ سکتا جب میں اپنے خدا کے دربار میں حاضر ہوا تو اس خلعت کی بے حرمتی کی وجہ سے میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ پس بادشاہ سلامت میرا استعفیٰ منظور کر لیجئے مجھے بھی یہ خلعت منظور نہیں۔ بادشاہ نے انہیں بہتیرا سمجھایا مگر وہ نہ مانے اور استعفیٰ دے دیا[۲] تو قُرب کا مقام جہاں بہت سی برکات کا موجب ہوتا ہے وہاں ایسے مقام میں رہنے سے انسانی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ آپ لوگوں کی ذمہ داریاں بھی دوسرے لوگوں سے بہت بڑھی ہوئی ہیں اور آپ لوگوں کو بھی خدا کی طرف سے ایک خلعت ملا ہے اور وہ خلعت مہمانوں کی آؤ بھگت اور ان کی خاطر تواضع ہے۔ یہ خلعت خدا کے قائم مقام ہونے کا ہے کیونکہ سلسلہ حقہ کے مہمانوں کا اصل مہمان نواز دراصل خدا تعالیٰ ہی ہوتا ہے اور جس قدر مہمان آئیں وہ خدا کے مہمان ہوتے ہیں پس چونکہ انکا اصل میزبان خدا تعالیٰ ہوتا ہے اس لئے جو جماعت ان کی مہمان نوازی کے لئے کھڑی ہوتی ہے وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے قائم مقام ہوتی ہے۔ ایسے عظیم الشان مقام پر جو جماعت کھڑی ہو اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اس خلعت کی بے حرمتی کرے یا اپنے اس شرف کو کسی کوتاہی کی وجہ سے بٹہ لگائے تو یہ کس قدر افسوس کا مقام ہو گا۔ پس میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اوقات اور اپنے مکان آنے والے مہمانوں کو مہمان نوازی کے لئے پیش کریں۔ ہر شخص جس کے پاس کوئی مکان ہو وہ جس حد تک ممکن ہو سکے اپنا مکان مہمانوں کے لئے خالی کر دے اور اسے ان لوگوں کے سپرد کر دے جو منتظم مکانات ہیں۔ صرف اپنے حصہ میں اتنا مکان رکھا جا سکتا ہے جس سے کم رکھنا ناممکن ہو اور جو زائد حصہ ہو اسے خود بخود کارکنوں کے سامنے پیش کر دینا چاہئے۔

مجھے کئی لوگوں کی شکایات پہنچتی ہیں کہ وہ باوجود وعدہ کرنے کے اپنے مکانات دینے سے انکار کر دیتے ہیں اور صرف تین دن کے لئے بھی اپنے آپ پر تنگی برداشت نہیں کرتے۔ میں ایسے لوگوں سے کہوں گا کہ تم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے اگر تم سال میں سے صرف تین دن کے لئے بھی اس عہد پر عمل نہیں کر سکتے تو تم سے زیادہ جھوٹا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ تم دنیا کے سامنے تو یہ کہتے ہو کہ ہمارا مال اور ہماری جان اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قربان ہونے کے لئے حاضر ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ تم صرف ایک ہفتہ کے لئے بھی اپنے مکانات خالی نہیں کرتے اور

اس طرح اپنے عمل سے اپنے قول کی تکذیب کرتے ہو۔ دنیا میں کون ایسا بیوقوف سے بیوقوف اور بیہودہ سے بیہودہ انسان ہے جو شادی کے موقع پر اپنے مکانوں کو بند رکھے اور یہ پسند کرے کہ میں تو آرام میں رہوں مگر میرے مہمان گلی میں پڑے رہیں۔ جب شادیوں کے موقع پر آنے والے مہمانوں کا احترام کیا جاتا ہے تو وہ جو خدا کے مہمان ہوں ان کے لئے جو شخص اپنے مکانات خالی نہیں کرتا وہ خدا کے حضور بہت بڑا مجرم ہے۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ ہر وہ شخص جس کے پاس مکان ہو، ہر وہ شخص جس کے پاس وقت ہو، ہر وہ شخص جس کے پاس صحت ہو وہ اپنے مکان، اپنے وقت اور اپنی صحت کے لحاظ سے جس حد تک قربانی کر سکتا ہے کرے اور اپنی طاقتوں کو سلسلہ کے کارکنوں کے سپرد کردے تا وہ ایک بے حقیقت حقیر اور نہایت ادنیٰ سا ثبوت اس امر کا مہیا کردے کہ وہ فی الواقع دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے۔ میں نے بتایا ہے میرے پاس کئی لوگوں کے متعلق ایسی شکایات آتی ہیں کہ وہ اپنے مکان خالی نہیں کرتے۔ اس کے متعلق میں جہاں مکانات دینے والوں کو کہتا ہوں کہ وہ کم سے کم جگہ اپنے لئے مخصوص کرکے باقی مکان مہمانوں کے لئے خالی کردیں وہاں میں مکانات لینے والوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ انہیں دوسروں کی تکالیف اور مجبوریوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ میں تو سمجھتا ہوں اگر ہمارے مکانات کی تنگی کسی وقت اس حد تک پہنچ جائے کہ مکانوں میں سے ہمارے نکلے بغیر مہمانوں کا گزارہ نہ ہو سکے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم مکانوں سے نکل جائیں اور سارے مکان اپنے مہمانوں کے لئے خالی کردیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ باہر کے دوست اور قادیان کے احباب بھی ان نصائح پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے جو میں نے ابھی کی ہیں اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں گے یہ خدا کی ذمہ داریاں ہیں اور ان کا ادا کرنا تمام ذمہ داریوں سے بڑھ کر ضروری ہے۔

(الفضل ۱۷۔ دسمبر ۱۹۳۱ء)

۱؎ بخاری کتاب الرد علی الجهمية وغيرهم التوحيد باب قول الله ونضع الموازين القسط

۲؎ بخاری کتاب الرقاق باب يدخل الجنة سبعون الفاً بغير حساب

۳؎ تذکرۃ الاولیاء باب ۷۸ درباره ابو بکر شبلی